فن خطاطی میں حضرت علیؑ کے کمالات

شیخ ممتاز حسین جونپوری

مشکل کشای دو جہاں حضرت علیؑ نے اپنی عادت کے مطابق یہ مشکل حل کر کے ایک نئی صورت حرفوں کے درمیان جوڑ و پیوند کی قائم کردی جیسا کہ ایجادیا اصلاح کے وقت ابتدا سے اصول چلا آتا ہے۔ اس لئے وہ مورخین جو حضرت علیؑ کو خط کوفی کا موجد کہتے ہیں تاریخ خطاطی کے روایتی اصول سے اپنی رائے کو صحیح منوانے کی سند رکھتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے علامہ ابو الاسود دوئلی کو جس طرح اصول نحو ایجاد کرنے کی تعلیم دی اسی طرح فن خطاطی پر حضرت علیؑ کا یہ احسان ہے کہ قرآن مجید کے اعراب میں غلطیوں کی وجہ سے اکثر معنی کچھ کے کچھ ہوجایا کرتے تھے اس لئے آنحضرتؐ کا ارشاد ابوالاسود دوئلی کو ہوتا ہے کہ اس علم کی تدوین کرو۔ انہوں نے عربی کوفی پر اعراب کے لئے خاص خاص قسم کے نقاط کی ایجاد کی۔ ورنہ حضرت سے پہلے دوتین عبرانی حروف پر نقطہ دینے کے سوا دنیا کے کسی خط پر نقطہ دینے کا رواج ہی نہ تھا۔ (ملاحظہ ہو کتاب پیدائش خط وخطاطان مطبوعہ مصر۔)

خوشنویسی میں کمال حاصل کرنے کے لئے فنی اصطلاح میں منجملہ ۵ ضروری چیزوں کے ایک چیز وقوف خط ہے۔ یعنی خط میں اچھائی برائی کا صحیح ادراک۔ جیسا کہ تعلیم خط کے متعلق ''افق مشہور قلعہ میں'' اس کا ذکر یوں ہے۔

پنج چیزست کہ تا جمع نہ گردد باہم ہست خطاط شدن نزد خرد امر محال

قوت دست ووقوف خط استاد شفیق طاقت ومحنت واسباب کتابت بکمال

یعنی: ہاتھ کی قوت، خط کی اچھائی برائی سے واقفیت، مہربان استاد کی محبت اور مکمل اسباب

کتابت یہ پانچ چیزیں جب تک جمع نہ ہوں عقل مند کے نزدیک خطاطی ناممکن ہے۔"

اس بات کی شہادتیں موجود ہیں کہ حضرت علیؑ میں وقوف خط کی قوت بدرجہ اتم موجود تھی اور خطاطی میں حضرت علیؑ کا کمال مسلمہ ہے۔

ذرا نہج البلاغہ باب الحکم تو ملاحظہ فرمایئے:

حضرت علیؑ نے اپنے میر منشی عبد اللہ ابن رافع کو ذیل کے لفظوں میں فن کتابت کے متعلق چودہ سو سال پہلے جو ہدایت فرمائی اسی پر آج کی دنیا میں خطاطی کا کوڈ یعنی ضابطہ مرتب ہوا ہے۔

الق دوانک واطل جلفة قلمک وفرج بین السطور وقرمط بین الحروف فان ذالک اجد ربصباحة الخط.

یعنی اپنی دوات میں صوف ڈالو اور قلم کے دامن کو طویل بناؤ اور سطروں کے درمیانی حصہ کو کشادہ رکھو۔ حروف کو قریب قریب کرو کیونکہ یہ چیزیں حسنِ خط کے لئے زیادہ مناسب اور سزاوار ہیں:

رموز خط کے جاننے کا بڑا معجزہ حضرت علیؑ کی زندگی کے عجائبات میں مینار مصر اور باغ معلق سے بھی زیادہ عجیب تر یہ ہے کہ حضرت علیؑ کو اپنے علم اور خدا کے فیض پر اتنا یقین تھا کہ تاریخ دنیا میں دوسری مثال نہیں ملتی۔ دنیا میں ولی آئے پیغمبر آئے رشی و منی آئے نجومی آئے ساحر آئے موسیٰ آئے، عیسیٰ آئے ہر زمین پر بڑے عالم ودانا آئے مگر کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جس علم اور جس فن اور جس بات کے بارے میں پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔ یہ حضرت علیؑ کا دم خم تھا کہ عرب کے کینہ پروردلوں سے نڈر جوانمرد علیؑ بانگ دہل کھڑا یہ نعرے لگا رہے ہے۔ **سلونی قبل ان تفقدونی، سلونی قبل ان تفقدونی** ۔یعنی پوچھو پوچھو پوچھو قبل اس کے کہ میں تم لوگوں کے درمیان نہ رہوں۔

جہلا کے ایک عرب نے سوال کیا کہ اچھا بتایئے تو کہ مصر کے مینار اہرام پر کتنے کتبے

ہیں ارشاد ہوا کہ اس پر کوئی کتبہ نہیں ہے؟ سائل لوگوں کے درمیان پھر کہتا ہے کہ عمارت مینار پر ایک گدھ کی تصویر بنی ہے جس کے پنجے میں ایک کیکڑہ یعنی سرطان ہے۔ معاً جواب ارشاد ہوتا ہے۔ بنی اھرمان والمغرنی سرطان۔ (یعنی اہرام کی بنیاد اس زمانے میں پڑی ہے نسر ستارہ برج سرطان میں تھا۔ تمام اہل مصر زمانہ قدیم میں علم فلکیات اور ستارہ کے حالات جاننے میں بڑا کمال رکھتے تھے۔ اس سے مصر کی پرانی تہذیب کا پتہ چلتا ہے اور ہزار ہاہزار سال پہلے کے خط ہیروغلفی کے رواج کا سراغ ملتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت علیؑ کے وقت میں خط ہیروغلفی کا نام بھی کسی نے نہ سنا تھا۔ شامیلون کا شف خطوط قدیم فرانسیسی تھا۔ جو ۱۷۹۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۲ء میں مرگیا۔ اگر اس کے علمی انکشاف اور تحقیقات کے نتیجہ سے حضرت علی کے قول کی تصدیق نہ ہوتی تو جواب کی صداقت پر بہت کچھ چہ میگوئیاں ہوسکتی تھیں۔ اب اسی سے حضرت علیؑ کے کمال کا خود اندازہ کیجئے۔

اب آیئے ایک دوسرے رخ اور زاویہ نظر سے حضرت علیؑ کے کمال خطاطی پر نظر دوڑایئے جو اس کے قول سے متعلق ہے، جس کا حوالہ آپ کو غرر الحکم ص ۱۹ پر ملتا ہے اور وہ قول یہ ہے:

الخط لسان الید یعنی خط ہاتھ کی زبان ہے۔

حضرت علیؑ کے اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت رموز اور نفسیات خط سے بھی واقف تھے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدای بخشندہ

اس قول میں قرآن والی زبان کی جامعیت کا مزا ہے۔ اس قول میں خط کے لغوی معنی ایک تو خیر کے ہیں، سب لوگ جہاں جہاں ہوں اپنے ہاتھوں کی لکیر دیکھیں اور میں حضرت علیؑ ساقی کوثر سے چلا چلا کر کہوں۔

ساقیا مست مئے خم غدیر آپہونچے
تیرے ہاتھوں کی لکیروں کے فقیر آپہونچے

اس قول سے علم وفن کے دوسوتے پھوٹے ہیں۔ ایک(Palmistry)یعنی ہاتھ کی لکیروں سے انسان کے ہر دور حیات کا حال معلوم ہوتا ہے، گویا سچ مچ ہاتھ کی لکیریں بولتی ہیں۔ اور لکیریں بولتی ہیں۔ اور لکیریں جادہ اور راستہ بنکر اپنے خیابانوں میں پھراتی ہوئی گویا کہتی جاتی ہیں۔

خیابان خیابان چمن می فروشم

اب عرب ایران اور ہندوستان سے چل کر یورپ کی سیر کر لیجئے۔ جہاں انگوٹھے انگلیوں اور ہتھیلی کے خطوں پر نظر دوڑانے اور لکیروں کی پگڈنڈی پر چلنے والے ارباب صفہ کا بتایا ہوا سبق ٹٹوں ٹٹول کر دہرا رہے ہیں۔ اور چودہ سو سال ہوگئے مگر ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایرانی شاعر وحشی اس وقت بھی صدا دے رہا ہے۔

کہ ازین راہ گزر کرد بہ شوخی وحشی
نبض جادہ تپد وسینہ صحرا گرم است

اب ہاتھ کی تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے کتبہ اور تحریر کی ابتدا دنیا میں خط سے ہوئی اور ہوتے ہوتے انھیں خط کا نام عرف عام میں کتبہ یا خط پڑ گیا۔ حضرت علیؑ کے علم میں بذریعہ علم خداوندی زبان وادب میں جو تغیرات معنوی لفظ خط میں ہونے والے تھے، یورپ میں جوفن سے نیا فن ستر ہویں صدی میں ایک مفکر انسان مسٹر باڈول(BODWEL) کے ذریعے سے وجود میں آنے والا تھا۔ اس کا علم یقیناً بارہ سوسال پہلے سے تھا کہ ہاتھ کے لکھے ہوئے خط سے انسان کی سیرت کردار چال چلن حتیٰ کہ سن وسال اور اندرونی راز کو بتانے کا فن ایجاد ہوگا۔

جس طرح ریڈیو کے سائنس دانوں نے پتہ لگایا ہے کہ انسانی آواز میں ایک قسم کی لہر اٹھتی ہے اسی طرح خط اور حرف کی کشش سے ایک خاص قسم کی لہر اور بے ساختگی کے عالم میں لکھے ہوئے خط سے مخصوص قسم کا تموج پیدا ہوتا ہے اور ہاتھ سے پیدا ہونے کا خط اپنے لکھنے والے کی طرف سے اس کی زبان بنکر گویا خود بولتا ہے کہ ہم چور ہیں۔ ہم نیک ہیں، ہم

یہ ہم وہ ہیں۔ یہ تو ہوئی حضرت علیؑ کے قول کی پوری پوری تصدیق۔

علم الحروف یا علم جفر

فن خطاطی کا تعلق حروف سے ہے۔ حروف بے جان نقوش ہیں۔ ایک علم حضرت علیؑ نے علم الحروف یا علم جفر ایجاد کر کے ان حرفوں میں گویا روح یا جان پیدا کر دی اور خطاطی کا یہ معجزہ دکھادیا کہ حروف بولتے ہیں۔ علم الحروف کے کچھ قاعدے دیئے ہیں، حرفوں سے اعداد اور اعداد سے سوال بنایا جاتا ہے۔ اور حروف جواب بولتے ہیں۔ فن خطاطی کے میرے استاد شیخ زائر حسین مرحوم کو علم جفر میں بھی کمال تھا۔ ان کے استاد فرماتے ہیں کہ غالب شاعر پہلے علم جفر کی صحت کے قائل تھے، بالآخر یہ طے پایا کہ غالب کوئی مصرع دیں اور اس پر مصرع لگانے کے لئے جواب لگائے۔ غالبؔ نے یہ مصرع دیا۔

طینت اس کی اور ہے میری طبیعت اور ہے

اس مصرع میں طبیعت کی تجنیس بھی ہے۔ جواب میں مصرع صنعت ایقان کا بولتا ہوا نکلتا ہے۔ اور نشانہ کی گولی کی طرح اپنی جگہ پر ٹھیک جا کر اس طرح بیٹھتا ہے۔

وہ ہے مشاق ستم اور میں ہوں مشاق جفا
طینت اس کی اور ہے میری طبیعت اور ہے

غالبؔ نے خود بھی بارہ رخ سے اس پر مصرع لگائے تھے بالآخر علم جفر کے قائل ہو گئے اور احتراماً کئی دن تک شراب چھوڑ دی تھی۔

❁❁❁❁